محمد اسحاق بھٹی

تابعینِ سندھ

برصغیر پاک و ہند کے باشندے قولِ حق کے اخذ و قبول کی صلاحیتوں سے پوری طرح بہرہ ور رہیں۔ یہ وہ خطۂ ارض ہے جو مرکزِ اسلام سے بہت دور ہونے کے باوجود ابتدائے اسلام ہی میں اس سے آشنا ہو گیا تھا اور اس کی صدائے بابرکت اس وسیع ملک کی فضائے بسیط میں گونجنے لگی تھی۔ جوں ہی کسی ذریعے سے ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثتِ رسالت کی اطلاع ہوئی، سیلون سے ان کا ایک وفد آپ کی زیارت سے مشرف اور اسلامی تعلیمات سے باخبر ہونے کے لیے مدینہ منورہ کو روانہ ہو گیا۔ لیکن طویل و عریض سفر کی صعوبتیں برداشت کرتا ہوا یہ وفد اس وقت مدینہ منورہ پہنچا جب کہ آنحضرت کا بھی وصال ہو چکا تھا، حضرت ابوبکر صدیق بھی اس دنیا سے تشریف لے جا چکے تھے اور خلیفہ ثانی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سریر آرائے مسندِ خلافت تھے۔

۱۵ ہجری یعنی دورِ خلافتِ فاروقی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی حضرت عثمان بن ابوالعاص ثقفی کو عمان اور بحرین کا امیر مقرر کیا گیا۔ انھوں نے زمامِ امارت ہاتھ میں لیتے ہی ایک بحری بیڑا تیار کیا اور ۱۵ ہجری ہی میں گجرات (کاٹھیاوار) کے قریب تھانہ اور بھڑوچ کی بندرگاہوں پر فوج کشی کی۔ اس بحری بیڑے کے کمانڈر حضرت عثمان بن ابوالعاص کے بھائی حضرت حکم بن ابوالعاص تھے۔ عرب کے ریگستان میں رہنے والے یہ پہلے صحابی تھے جو سمندر کی لہروں پر سوار ہوئے اور اس کا سینہ چیرتے ہوئے ساحلِ ہند پر اُترے۔ اس بحری فوج میں صحابہ بھی شامل تھے اور تابعین بھی — !

انہی حضرت عثمان نے اپنے ایک اور بھائی حضرت مغیرہ بن ابوالعاص کو عساکرِ اسلام کا امیر بنا کر سندھ کے شہر دیبل پر حملہ کرنے کے لیے روانہ کیا۔ تھانہ، بھڑوچ اور دیبل تجارتی،

سیاسی، اقتصادی اور فوجی اعتبار سے اس زمانے میں بلادِ ہند کے تین اہم مقامات تھے اور حسنِ اتفاق سے ان پر پہلا حملہ کرنے والے تینوں بھائی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی تھے۔[1]

یہ حاملینِ تہذیبِ اسلامی کا پہلا قافلہ اور اصحاب الحدیث کا اوّلین کارواں تھا جو واردِ ہند ہوا۔ ان حضرات کا اصل مقصد اہلِ ہند کو ان پاکیزہ اخلاق و کردار، صاف ستھری تہذیب و ثقافت اور تعلیم و شائستگی کی ان بلند ترین اقدار سے فیض یاب کرنا تھا جن کو اسلام میں بنیادی اور اساسی حیثیت حاصل ہے۔

اس کے بعد سندھ کے مختلف شہروں اور ہندوستان کے بلاد و امصار پر عرب مجاہدین کے باقاعدہ حملے شروع ہو گئے اور ان حملوں کے نتیجے میں اس ملک کے متعدد علاقے مسلمانوں کے زیرِ نگین آ گئے۔ لیکن سندھ پر فیصلہ کن حملہ اموی خلیفہ ولید بن عبدالملک کے زمانے میں ۹۳ ہجری میں محمد بن قاسم کے زیرِ کمان ہوا، جب کہ پورا سندھ فتح کر لیا گیا اور دور دراز علاقوں میں اسلام کے جھنڈے گاڑ دیے گئے۔ ان سطور میں اس کی تفصیل بیان کرنا مقصود نہیں، نہ یہ بتانا مقصود ہے کہ محمد بن قاسم سے پہلے اس برصغیر کے کون کون سے علاقے عربوں کی تگ و تاز سے فتح ہو چکے تھے اور اس سے باشندگانِ ہند اور خود عربوں پر کیا اثرات مرتب ہوئے تھے۔ یہاں صرف اس حقیقت کی وضاحت کرنا مقصود ہے کہ سندھ کا علاقہ بہت سے تابعینِ کرام یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابۂ عظام کا مسکن رہا ہے۔ ان تابعینِ کرام میں وہ حضرات بھی تھے جو مختلف اوقات میں جہاد کے لیے یہاں آئے اور وہ بھی تھے جو تبلیغ و اشاعتِ دین کی غرض سے اس خطے میں وارد ہوئے۔ بعض ایسے حضرات بھی تھے جو اسی سرزمین سے تعلق رکھتے تھے۔ ان میں بعض یہیں سکونت پذیر ہوئے اور حدیث و سنت کی نشر و ترویج کو اپنا مطمحِ نظر ٹھہرائے رکھا اور بعض کسی دوسرے ملک میں تشریف لے گئے اور وہاں قال اللہ و قال الرسول کی دلنواز صدائیں بلند کرنے میں زندگیاں وقف کر دیں۔

---

[1] جمہرۃ انساب العرب، ص ۲۶۶۔

سندھ کے ان خوش بخت تابعین کے حالات یوں تو خاصے تفصیل طلب ہیں، لیکن یہاں اختصار کے ساتھ ان میں سے بیس حضرات تابعین کی مجاہدانہ سرگرمیوں اور اشاعتِ قرآن و حدیث کے لیے ان کی جدوجہد کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔

۱۔ ابنِ اُسَید بن اخنس

ابن اُسَید تابعی تھے یعنی انھیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابۂ کرام کی صحبت و تلمذ کا شرف حاصل تھا۔ یہ عرب کے نامور قبیلے بنو ثقیف سے تعلق رکھتے تھے۔ ان کا سلسلۂ نسب یہ ہے: ابن اسید بن اخنس بن شریق بن عمرو بن وہب بن علاج بن ابو مسلمہ بن عبدالعزیٰ بن غبرہ بن عوف بن ثقیف۔ ان کے والد اسید کے ایک اور بھائی مغیرہ بن اخنس تھے جو خلیفۂ ثالث حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے حامیوں میں سے تھے اور انھوں نے اسی دن درجۂ شہادت پایا تھا جس دن کہ حضرت عثمان شہید ہوئے تھے۔ ان کے دادا اخنس کا شمار مکہ معظمہ کے اصحابِ احترام اور معززین میں ہوتا تھا۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی تھے۔ ایک مرتبہ آنحضرت نے ان کو مؤلفات القلوب کے ساتھ کچھ مال بھی عطا فرمایا تھا۔ فتحِ مکہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رفقائے خاص میں سے تھے۔ جنگِ صفین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھی اور ان کے حامی تھے۔ ۴۰ ہجری میں فوت ہوئے۔

ابنِ اسید کے والد حضرت اسید بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی تھے۔

ابنِ اسید تابعی تھے اور اموی خلیفہ عبدالملک بن مروان (وفات ۱۵ شوال ۸۵ھ) نے ان کو سندھ کا والی مقرر کیا تھا اور یہ ایک عرصے تک علاقہ سندھ میں مقیم رہے۔ اس اثنا میں سندھ میں ان کا سلسلۂ تدریسِ حدیث بھی جاری رہا [۲۵]

---

[۲۵] جمہرۃ انساب العرب ص ۲۶۸ — المحبر ص ۱۰۵ و ۲۸۸ — اسد الغابہ ج ۱ ص ۸۴۔ الاصابہ فی تمییز الصحابہ ج ۱ ص ۲۱ و ۲۹ — العقد الثمین ص ۱۲۵ — البدایہ و النہایہ ج ۸ ص ۲۴۶۔

عبدالملک ۶۵ ہجری میں مسندِ خلافت پر متمکن ہوا اور ۱۵ شوال ۸۵ ہجری کو اس نے وفات پائی۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ محمد بن قاسم کے سندھ پر حملے (۹۳ ہجری) سے پہلے ہی سندھ کا خاصا علاقہ فتح ہو چکا تھا اور صحابہ و تابعین کی نہ صرف وہاں آمد و رفت شروع ہو گئی تھی بلکہ عمال و امرا کا بھی تقرر ہونے لگا تھا۔

۲- ابو شیبہ جوہری

ابو شیبہ جوہری کا نام یوسف تھا، والد کا اسمِ گرامی ابراہیم تھا۔ قبیلۂ بنو تمیم سے تعلق رکھتے تھے۔ ابو شیبہ ان کی کنیت تھی۔ تابعی تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مشہور صحابی حضرت انس رضی اللہ عنہ سے حدیث روایت کی اور باقاعدہ ان کے حلقۂ تلامذہ میں شامل رہے۔ خود حضرت ابو شیبہ جوہری نے بھی مسندِ درسِ حدیث آراستہ کی اور عقبہ بن خالد، ابو قتیبہ، عبدالحمید الحمانی، اسماعیل بن عبدالاعلیٰ العنزی، قاضیِ رے علا بن حصین اور علی بن یزید صدانی الکفانی نے ان سے روایت کی اور ان کے دائرۂ شاگردی میں داخل ہوئے۔

فنِ حدیث کے ماہرین اور علمِ رجال میں دسترس رکھنے والے حضرات کا کہنا ہے کہ علمِ حدیث میں ان کا مرتبہ عالی نہ تھا اور ان کی اصطلاح میں یہ ضعیف الحدیث تھے۔

یہ وہ لائقِ احترام تابعی ہیں جو علمِ حدیث کے درس و تدریس کا بھی اہتمام کرتے تھے اور جنگ و جہاد میں بھی پیش پیش رہے تھے۔ یہ محمد بن قاسم کے لشکر کے ساتھ واردِ سندھ ہوئے اور جہاد میں حصہ لیا۔

یہ بہت اچھے منتظم بھی تھے، چنانچہ دیبل اور نیرون کی فتح کے بعد ان کو ان شہروں اور ان کے گرد و نواح کا والی اور امیر مقرر کر دیا گیا تھا۔ یہ خدمت انھوں نے نہایت حسن و خوبی کے ساتھ انجام دی۔ علاوہ ازیں اپنے زیرِ انتظام علاقوں میں قرآن و حدیث کی تعلیم و تدریس کے حلقے بھی قائم کیے۔ خود اپنا حلقۂ درسِ حدیث بھی قائم کیا۔[۳]

۳- تاغر بن دعر

تاغر بن دعر پہلی صدی ہجری کے نامور بزرگ ہیں اور تابعین کی پاک باز جماعت

---

[۳] لسان المیزان ج ۶ ص ۶۹۔

سے تعلق رکھتے ہیں ۔ یہ پتا نہیں چل سکا کہ انھوں نے کن کن صحابہ کرام سے سماعِ حدیث اور اخذِ روایت کا شرف حاصل کیا۔ اتنا البتہ معلوم ہے کہ ان کو خلیفۂ راشد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے دورِ خلافت میں اسلامی لشکر کا امیر بنا کر علاقۂ سندھ میں بھیجا اور وہاں انھوں نے بہترین خدمات انجام دیں۔

تاریخ اس بات کی وضاحت نہیں کرتی کہ تاغر بن دعر رحمۃ اللہ علیہ اصلاً کہاں کے رہنے والے تھے اور کس خطۂ زمین سے ان کا تعلق تھا۔ صرف اتنی بات کی نقاب کشائی ہوتی ہے کہ یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے زمانے میں انھی کے حکم سے عازمِ سندھ ہوئے اور وہاں کے مخالفینِ اسلام اور کفار سے مصروفِ جنگ و پیکار رہے ـــــ یہاں یہ یاد رہے کہ حضرت علی ذی الحجہ ۳۵ ہجری میں خلیفۃ المسلمین مقرر کیے گئے تھے اور ۱۷ رمضان المبارک ۴۰ ہجری میں ان کو شہید کر دیا گیا تھا۔ انھوں نے کل چار سال نو مہینے فرائضِ خلافت انجام دیے۔ ظاہر ہے کہ حضرت علی نے اپنے دورِ خلافت ہی میں انھیں سندھ کے جیش اسلامی کا امیر مقرر کیا تھا[۵۴]

۴ـ حاتم بن قبیصہ

حاتم بن قبیصہ بن مہلب بن ابو صفرہ ازدی عتکی ۔ حاتم خالص عرب تھے اور قبیلۂ بنو ازد سے تعلق رکھتے تھے ۔ حاتم کے دو بیٹے تھے جو علم و فضل سے آراستہ اور حدیث و فقہ کے ماہر تھے ۔ ایک کا نام یزید اور ایک کا روح تھا۔ روح افریقہ کے امیر مقرر کیے گئے اور یزید سندھ کے ۔ یزید کے ایک بیٹے کا نام مغیرہ تھا جو سندھ کے گورنر ہوئے اور وہیں انھیں قتل کر دیا گیا تھا۔ یزید کا ایک بیٹا داؤد تھا، اس کو پہلے افریقہ کا گورنر بنایا گیا اور بعد میں سندھ کا ـ ! یزید کے پوتے ابراہیم بھی کم و بیش بیس سال سندھ ، مکران اور کرمان کی مسند گورنری پر فائز رہے۔

حاتم ایک عرصے تک سندھ میں مصروفِ جہاد رہے۔ انھوں نے سندھ میں درسِ

---

۵۴ ؎ چچ نامہ ص ۷۶ ـــــ العقد الثمین ص ۸۴۔

حدیث کا سلسلہ بھی جاری رکھا اور بے شمار لوگوں نے ان سے استفادہ کیا اور حدیث روایت کی۔
حاتم بن قبیصہ معروف تابعی تھے اور سندھ میں بڑے اثر ورسوخ کے مالک تھے۔
حاتم بن قبیصہ نے سندھ کے علاوہ عبداللہ بن سوار عبدی کی معیت میں قلات کی دوسری لڑائی میں بھی شرکت کی[۵]

۵ ـ حکم بن منذر عبدی

حکم کی کنیت ابوغیلان تھی ۔ مختصر شجرۂ نسب یہ ہے، ابوغیلان حکم بن منذر بن جارود عبدی ۔ ان کا شمار تابعین میں ہوتا ہے ۔ دورِ خیر القرون کے عالی مرتبت بزرگ تھے ۔ شجاعت اور بہادری میں بہت مشہور تھے ۔ سندھ اور اس کے گردونواح میں جہاد کے لیے آئے اور وہیں وفات پائی ۔ حرمازی نے ان کے لیے کہا تھا:

یا حکم بن المنذر بن الجارود — سرادق الملك عليك ممدود
انت الجواد بن الجواد المحدود — بنت فی الجود فی بیت الجود

حکم بن منذر بہت سخی اور ہمدرد خلائق تھے ۔ افسوس ہے ان کے بارے میں اس سے زیادہ کچھ معلوم نہ ہوسکا ۔ یہ البتہ حقیقت ہے کہ یہ سرزمین سندھ میں آئے اور مخالفینِ اسلام سے جہاد کیا اور پھر اسی خطۂ ارض میں راہیٔ ملکِ بقا ہوئے ۔ رحمۃ اللہ علیہ[۶]

۶ ـ راشد بن عمرو الجدیدی ازدی

راشد بن عمرو بن قیس ازدی قبیلۂ بنو ازد کے عالی ہمت بزرگ تھے اور تابعین کی مقدس جماعت سے تعلق رکھتے تھے ۔ راشد کے والد کا اسم گرامی عمرو تھا ۔ خلیفۂ ثانی حضرتِ عمر فاروق نے عمرو کو عراق میں قیام کے لیے ایک مکان عطا کیا تھا ۔ اس مکان کو "لولۃ عمرو" کہا جاتا تھا ۔

راشد بن عمرو نے حضرت عثمان بن عفان کے عہدِ خلافت (۳۰ ہجری) میں ہرموز فتح

---

[۵] جمھرۃ انساب العرب ص ۲۷۰ ــــ وفیات الاعیان ج ۲ ص ۲۳۴ ــــ العقد الثمین ص ۱۰۵۔
[۶] العقد الثمین ص ۱۱۲۔

کیا۔ حضرت عثمان ہی کے دورِ خلافت میں راشد بن عمرو نے قلات اور المید کی جنگوں میں شرکت کی اور کامیابی سے سرفراز ہوئے۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ ان کی انتظامی صلاحیتوں اور ہمت و دلیری کے بہت مداح تھے، یہی وجہ ہے کہ ۴۲ ہجری میں ان کو سندھ اور اس کے اطراف کا امیر مقرر کر دیا تھا۔ اس کے بعد انھوں نے عرب کی سکونت ترک کر دی تھی اور سندھ میں اقامت گزیں ہو گئے تھے۔ انھوں نے سندھ میں متعدد جنگی کارنامے انجام دیے۔ جہاد میں شرکت کے علاوہ یہ لوگوں کو قرآن و سنت کی تعلیم سے بھی بہرہ ور کرتے تھے۔

ان گوناگوں اوصاف کے حامل تابعی نے سندھ کی کسی لڑائی میں جامِ شہادت نوش کیا[۵۷]

۷۔ زائدہ بن عمیر طائی کوفی

ابن سعد نے زائدہ بن عمیر طائی کو کوفہ کے طبقۂ ثالثہ کے تابعین میں شمار کیا ہے۔ انھوں نے حضرت عبداللہ بن عمر، عبداللہ بن عباس، عبداللہ بن عمرو، جابر بن عبداللہ، حضرت ابو ہریرہ اور نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہم ایسے جلیل القدر صحابہ سے روایتِ حدیث کی۔ فتح سندھ کے وقت یہ محمد بن قاسم کے ساتھ تھے۔ محمد بن قاسم نے جب ایک لمبا چکر کاٹ کر دریائے بیاس عبور کیا اور ملتان کی طرف بڑھنے لگے تو اس وقت زائدہ بن عمیر اس کی فوج میں شامل تھے۔ جوں ہی کفار نے شکست کھا کر راہِ فرار اختیار کی مسلمانوں نے محمد بن قاسم کی قیادت میں پیش قدمی کر کے شہر کا محاصرہ کر لیا۔ اس طرح ملتان کا شہر بغیر کسی بڑی جد و جہد کے مسلمانوں کے قبضے میں آ گیا[۵۸]!

۸۔ زیاد بن حواری عمی

ان کے نام میں اختلاف ہے۔ بعض زیاد بن حواری عمی کہتے ہیں، بعض زید بن حواری

---

۵۷ الاصابہ ج ۲ ص ۹۳ — طبقات ابن سعد ج ۵ ص ۴۶ — المحبر ص ۱۵۴ و ۱۵۵ — العقد الثمین ص ۱۰۱ و ۱۰۲۔

۵۸ طبقات ابن سعد ج ۶ ص ۳۱۳ — فتوح البلدان ص ۴۲۷۔

عبدی تحریر کرتے ہیں اور بعض حواری بن زیاد لکھتے ہیں۔ لیکن ماہرینِ علم الرجال نے زیاد بن حواری کو ترجیح دی ہے۔ یہ تابعی یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض اکابر صحابہ کے شاگرد تھے۔ جہادِ سندھ کے موقع پر یہ محمد بن قاسم کے ساتھی اور اس کے بے حد قابلِ اعتماد فوجی تھے۔ فاتحِ سندھ محمد بن قاسم نے جن لوگوں کے ہاتھ راجہ داہر کا سر کاٹ کر عراق بھیجا تھا، یہ ان میں شامل تھے، ان کے علم و فضل اور مہارتِ حدیث کی وجہ سے عساکرِ اسلامی کا ہر شخص ان کا احترام کرتا تھا۔

زیاد بن حواری نے بہت سے اکابر صحابہ سے روایتِ حدیث کی اور ان کے حلقۂ تلمذ میں شامل ہوئے، ان صحابہ میں حضرت انس بن مالک، معاویہ بن قرۃ، عبداللہ بن عمر اور حضرت حسن کے اسمائے گرامی قابلِ ذکر ہیں۔ رضی اللہ عنہم۔

پھر خود زیاد بن حواری نے بھی سلسلۂ درسِ حدیث قائم کیا۔ اعمش، سبیعی، عبدالملک بن عمیر، ایوب بن موسیٰ، محمد بن فضل بن عطیہ اور سلام الطویل وغیرہ بزرگوں نے ان کی شاگردی اختیار کی اور ان سے علمِ حدیث حاصل کیا۔

ابن حبان نے ان کو ثقات میں گردانا ہے[۹]

یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ علاقۂ سندھ میں یہ کتنا عرصہ مقیم رہے۔

۹۔ ابوقیس زیاد بن رباح قیسی بصری

ابوقیس زیاد بن رباح تابعی تھے اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے تلامذہ میں سے تھے۔ حضرت ابوہریرہ سے انھوں نے جو احادیث روایت کیں، ان میں ایک حدیث یہ ہے:

من خرج من الطاعة وفارق الجماعة فمات میتة جاہلیة۔

جو شخص دائرۂ اطاعت سے باہر نکلا اور جماعت سے الگ ہوا، وہ جاہلیت کی موت مرا۔

ان کو ابن رباح بھی کہا جاتا ہے اور ابو رباح بھی۔ ان سے غیلان بن جریر اور حسن بصری نے روایتِ حدیث کی اور ان کے شاگردوں میں شامل ہونے کا اعزاز پایا۔

---

۹ لسان المیزان ج ۲ ص ۳۶۹ ــــ العقد الثمین ص ۱۶۶، ۱۶۷۔

عجلی ان کو ثقہ گردانتے ہیں۔ ابن حبان نے ان کا شمار ثقات میں کیا ہے۔ ان کی روایت سے صحیح مسلم میں بھی حدیث منقول ہے۔

ابو قیس کو یہ فخر حاصل ہے کہ محمد بن قاسم کے ساتھ جہاد کی غرض سے سندھ آئے۔ علی بن حامد نے چچ نامہ میں لکھا ہے کہ محمد بن قاسم نے جس جماعت کو راجہ داہر کا سر دے کر عراق بھیجا تھا، ابو قیس اس جماعت کے امیر تھے۔ اس جماعت میں ابو قیس کے علاوہ ذکوان بن علوان، یزید بن مجالد ہمدانی اور زیاد بن حواری عبدی شامل تھے۔ انھوں نے عراق جاکر ہندوستان کے بادشاہوں اور حکمرانوں کے بہت سے واقعات بیان کیے۔[۱۰]

بلا شبہ ابو قیس کا شمار ان تابعین میں ہوتا ہے جنھوں نے قرآن و حدیث کی تدریس و تعلیم کے لیے بھی تگ و دو کی اور بہت سے حضرات کو علم کی روشنی سے منور کیا۔ جہاد فی سبیل اللہ کے لیے بھی میدان میں اترے اور تبلیغ دین کے لیے پوری کوشش کی، رحمہ اللہ تعالیٰ۔

۱۰۔ حکم بن عوانہ کلبی

حکم بن عوانہ کا سلسلۂ نسب یہ ہے: حکم بن عوانہ بن عیاض بن وزر بن عبد الحارث بن ابی حصین بن ثعلبہ بن جبیری بن مُسلمہ بن عامر بن ودّ بن عوف بن کنانہ بن عوف بن عذرہ بن زید اللات ــــ حکم بنی کلب بن وبرہ سے تعلق رکھتے تھے۔

حکم بن عوانہ تابعی تھے اور سیاسی و انتظامی معاملات میں بہت ماہر تھے۔ دو مرتبہ سندھ آئے۔ پہلی مرتبہ محمد بن قاسم کے ساتھ ایک مجاہد کی حیثیت سے ساحلِ سندھ پر قدم رکھا عساکرِ اسلامی کے ساتھ مل کر کفار سے جنگ کی اور کامیاب ہوئے۔ اس دور میں کافی مدت یہاں قیام کیا اور باشندگانِ سندھ کی تعلیم و تربیت میں مصروف رہے۔ دوسری مرتبہ ہشام بن عبد الملک (حکومت ۲۵ شوال ۱۰۵ ہجری تا ۶ ربیع الثانی ۱۲۵ ہجری) کے عہدِ حکومت میں آئے جب کہ تمیم بن زید کے بعد انھیں سندھ کا امیر مقرر کر دیا گیا تھا۔ اپنے زمانۂ امارت میں انھوں نے سندھ کے مختلف علاقوں اور شہروں میں جہاد کیا اور کامیاب رہے۔

---

[۱۰] کتاب الکنیٰ والاسماء ج ۲ ص ۸۸، ۸۹ ــــ تہذیب التہذیب ج ۲ ص ۳۶۶، ۳۶۷۔

یہاں اس حقیقت کا اظہار ضروری ہے کہ محمد بن قاسم نے سندھ کے جن علاقوں کو فتح کیا، ان کے غیر مسلم باشندوں کو پوری مذہبی آزادی عطا کی۔ ان کے طریق عبادت، علاقائی رسوم و رواج اور مذہبی معاملات میں نہ صرف یہ کہ دخل نہیں دیا بلکہ ان کو انجام دینے کی کھلی چھٹی عطا کی۔ اس ضمن میں چچ نامہ کا مصنف علی بن حامد لکھتا ہے کہ جب محمد بن قاسم نے سندھ کا شہر فتح کیا تو حجاج بن یوسف کو خط لکھ کر دریافت کیا کہ برہمن آباد اور دیگر مفتوحہ علاقوں کے بارے میں کیا قدم اٹھایا جائے؟ جب جواب میں حجاج کا خط آیا تو محمد بن قاسم اس کو پڑھ کر شہر سے باہر نکل گئے اور کھلی جگہ میں برہمن آباد کے بڑے بڑے برہمنوں اور دیگر لوگوں کو بلایا اور سب کے سامنے اعلان کیا کہ:

"اپنی عبادت گاہیں تعمیر کرو، انھیں آباد رکھو، اپنے مذہب کے مطابق بتوں کی پوجا کرو، خرید و فروخت میں مسلمانوں سے معاملہ قائم کرو، اپنی اخلاقی اصلاح کرو، غریب اور نادار برہمنوں کی مالی امداد کرو، اپنے قومی اور مذہبی تہوار اسی طریقے سے مناؤ جس طریقے سے تمھارے آباؤ اجداد مناتے آئے ہیں، اپنے برہمنوں کو اسی طرح نذر و نیاز دو جس طرح کہ پہلے سے دیتے آئے ہو، اپنے مذہبی اور سیاسی رہنماؤں کی بات غور سے سنو اور پھر اس پر عمل کرو۔ اب جاؤ، تمھیں امان ہے۔"[۱۱]

محمد بن قاسم نے یہ باتیں دو ترجمانوں کی وساطت سے کیں، یہ ترجمان تھے، تمیم بن زید القینی اور حکم بن عوانہ کلبی۔

اس گفتگو کے بعد محمد بن قاسم اور سندھ کے ان لوگوں کے درمیان باقاعدہ مصالحت ہوگئی اور معاہدۂ امن طے پاگیا۔

ہشام بن عبد الملک سے پہلے عالم اسلام کا خلیفہ یزید بن عبد الملک تھا اور اس زمانے میں خراسان کے امیر حکم بن عوانہ تھے۔ ہشام نے ان کی انتظامی اور علمی و سیاسی صلاحیتوں سے متاثر ہو کر انھیں سندھ کا امیر اور گورنر مقرر کیا۔

۱۱۔ چچ نامہ ص ۲۱۳، ۲۱۴ — العقد الثمین ص ۱۵۵، ۱۵۶۔

سندھ میں انھوں نے بہت خدمات انجام دیں۔ سندھ کے دو شہر محفوظہ اور منصورہ انہی کے عہدِ امارت اور انہی کی کوششوں سے معرضِ تعمیر میں آئے۔ یہ دونوں شہر فوجی اور جغرافیائی اعتبار سے نہایت اہم تھے۔

حکم بن عوانہ ہر لحاظ سے بلند مرتبہ رکھتے تھے۔ انتظامی امور کی انجام دہی کے ساتھ ساتھ اسلامی تہذیب و ثقافت کی ترویج کے لیے انھوں نے بہت جدوجہد کی، قرآن و حدیث کی تبلیغ و اشاعت ان کا محبوب مشغلہ تھا۔

حکم بن عوانہ نے ۱۲۲ ہجری میں سندھ میں شہادت پائی[۱۲]

۱۱۔ معاویہ بن قرہ مزنی بصری

معاویہ کی کنیت ابو ایاس تھی۔ شجرۂ نسب یہ ہے: ابو ایاس معاویہ بن قرہ بن ایاس بن ہلال بن رباب بن عبید بن سوارۃ بن ساریہ بن ذبیان بن ثعلبہ بن سلیم بن اوس بن عمرو بن ادّ۔ معاویہ تابعی تھے اور ان کے والد قرّہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی تھے اور کسی جنگ میں شہید ہو گئے تھے۔ قبیلۂ بنو مزن میں سے تھے اور بصرہ میں سکونت پذیر تھے۔ ثقہ راوی حدیث تھے، ان کی سند سے کچھ احادیث بھی مروی ہیں۔

معاویہ کے والد حضرت قرّہ رضی اللہ عنہ سے ایک دن کسی نے پوچھا:

کیف ابنك لك؟ قال نعم الابن کفانی امر دنیای وفرغنی لاخرتی[۱۳]

آپ کا بیٹا (معاویہ) آپ کے بارے میں کیسا ہے؟ بولے، میرا بیٹا میرے بارے میں بہت اچھا ہے، مجھے اس نے میرے دنیوی کاموں سے بچا لیا ہے اور توشۂ آخرت جمع کرنے کے لیے فارغ کر دیا ہے۔

ایک مرتبہ حجاج بن یوسف بعض اہم شخصیتوں کا ایک وفد بنا کر اموی خلیفہ عبدالملک بن

---

[۱۲] جمہرۃ انساب العرب ص ۲۵۹ — فتوح البلدان ص ۱۳۰ — لسان المیزان ج ۴ ص ۲۶۸ — الکامل فی التاریخ ج ۴ ص ۲۲۴۔

[۱۳] عقد الثمین ص ۱۳۰۔

مروان کے دربار میں گیا۔ اس وفد میں معاویہ بن قرہ بھی شامل تھے۔ عبدالملک نے معاویہ بن قرہ سے حجاج کے متعلق پوچھا کہ یہ کیسا آدمی ہے؟ معاویہ نے حجاج کی موجودگی میں نہایت شاندار جواب دیا۔ فرمایا:

ان صدقناکم قتلتمونا و ان کذبناکم خشینا اللہ عز و جل [۱۴]

اگر ہم آپ کے سامنے سچ بولتے ہیں تو آپ ہمیں قتل کر دیں گے اور اگر جھوٹ بولتے ہیں تو اللہ سے ڈر لگتا ہے۔

حجاج نے یہ الفاظ سنے تو معاویہ کی طرف غضب ناک نگاہوں سے دیکھا، لیکن عبدالملک نے حجاج سے کہا کہ انھیں کچھ نہ کہو۔ اس کے فوراً بعد عبدالملک بن مروان اور حجاج بن یوسف نے ان کو سندھ بھیج دیا۔ وہاں انھوں نے خوب علمی خدمات انجام دیں اور بہت سے لوگوں کو قرآن و حدیث کی تعلیم دی۔

معاویہ بن قرہ نے متعدد صحابہ سے حدیث پڑھی اور ان کی شاگردی کا فخر حاصل کیا۔ ان صحابہ کرام میں سے معاویہ کے والد قرہ بن ایاس، معقل بن یسار مزنی، ابو ایوب انصاری، عبداللہ بن مغفل اور دوسرے بہت سے صحابہ شامل ہیں — معاویہ بن قرہ کا حلقۂ درس حدیث جاری تھا، ان سے بے شمار حضرات نے حدیث پڑھی۔ ان کے شاگردوں میں خود معاویہ کے بیٹے ایاس، ان کے پوتے مستنیر، زہری، حسن بن علی، ابراہیم بن محمد، اسحاق بن یحییٰ، حسن بن زید وغیرہ بزرگوں کے اسمائے گرامی شامل ہیں۔

عجلی اور ابن حبّان نے معاویہ بن قرہ کو ثقہ قرار دیا ہے اور ان کی سند سے مروی احادیث کو صحیح گردانا ہے۔ کتبِ احادیث میں کئی حدیثیں ان کی روایت سے درج ہیں۔ ابنِ جوزی نے ان کو تابعینِ بصرہ کے طبقہ ثانیہ میں شمار کیا ہے۔

تمام بن نجیح بیان کرتے ہیں کہ مجھے معاویہ بن قرہ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ستر صحابہ کو دیکھا ہے، اگر وہ آج یہاں آجائیں تو تمھاری عملی حالت اس قدر پست

---

[۱۴] العقد الثمین ص ۱۳۱۔

ہوگئی ہے کہ وہ تمھیں بالکل پہچان نہ پائیں، البتہ تمھاری اذان سے انھیں پتا چلے کہ تم مسلمان ہو۔

قرآن و حدیث پر عبور کی وجہ سے عمر بن عبدالعزیز نے اپنے زمانۂ خلافت میں معاویہ کو بصرے کا قاضی مقرر کر دیا تھا۔ اس میں ان کا کردار نہایت بلند تھا۔ صادق اور ثقہ تابعی تھے۔

معاویہ بن قرہ دو مرتبہ علاقہ سندھ میں آئے اور کافی عرصہ یہاں مقیم رہے۔ ۱۲۲ ہجری میں وفات پائی۔ بصرہ میں ان کے اخلاف و اعقاب اچھی خاصی تعداد میں موجود تھے۔[۱۵]

۱۲۔ مکحول بن عبداللہ سندھی

مکحول کی کنیت ابوعبداللہ تھی اور باپ کا نام عبداللہ تھا۔ علوم قرآن اور حدیث میں مہارت کے سبب انھیں "امام السند والشام" کہا جاتا تھا۔ سند اور شام دونوں ملکوں میں طویل قیام کی وجہ سے ان کی نسبت شام کی طرف بھی کی جاتی تھی اور سندھ کی طرف بھی۔

کہا جاتا ہے کہ مکحول قبیلۂ قیس کی ایک عورت کے آزاد کردہ غلام تھے۔ ایک روایت میں بتایا گیا ہے کہ قبیلۂ بنی ہذیل کی ایک خاتون کے آزاد کردہ غلام تھے۔ یہ بھی منقول ہے کہ سعید بن عاص کے مولیٰ تھے، یہ بھی کہا جاتا ہے کہ بنو لیث کے مولیٰ تھے۔ ان کو یہ خصوصیت بھی حاصل ہے کہ امام اوزاعی کے معلم تھے جن کا نام عبدالرحمن بن عمرو سندھی اوزاعی ہے۔ اوزاعی حدیث و فقہ کے جلیل القدر امام تھے اور تبع تابعین میں سے تھے۔ اصلاً علاقہ سندھ سے تعلق رکھتے تھے۔ اتنے بڑے امام الحدیث والفقہ کے استاد ہونا بہت فخر کی بات ہے۔

مکحول کی زبان صاف نہ تھی اور عربی صحیح نہ بول پاتے تھے۔ لب و لہجے میں عجمیت نمایاں تھی۔ زبان میں لکنت بھی تھی اور لہجہ ایسا تھا کہ ق کو کاف بولتے تھے۔ ث، س اور ص میں بھی فرق نہ کر پاتے تھے۔ ع اور الف میں ان کے ہاں کوئی امتیاز نہ تھا۔ اس کے باوجود امام ذہبی ان کو "عالم اہل الشام" قرار دیتے ہیں اور حافظِ حدیث اور ماہر فقہ کی حیثیت سے ان کا ذکر کرتے ہیں۔

---

[۱۵] صفۃ الصفوۃ ج ۳ ص ۱۷۹ و ۱۸۰ — جمہرۃ انساب العرب ص ۲۰۲ — طبقات ابن سعد ج ۷ ص ۲۲۱ و ۲۲۲ — البدایہ والنہایہ ج ۶ ص ۱۳۹ — تہذیب التہذیب ج ۱۰ ص ۲۱۳ — العقد الثمین ص ۱۳۰ تا ۱۳۲۔

اصلاً مکحول کابل کے باشندے تھے۔ ایک روایت یہ بھی بیان کی جاتی ہے کہ اولادِ کسریٰ میں سے تھے۔ حضرت ابیّ بن کعب، عبادہ بن صامت، حضرت عائشہ صدیقہ اور دیگر کبار صحابہ سے تدلیس کرتے تھے۔ ابو امامہ باہلی، واثلہ بن اسقع، انس بن مالک، محمود بن ربیع، عبدالرحمن بن غنم، ابوادریس خولانی، ابوسلام محطور اور خلق کثیر سے روایتِ علم حدیث کی۔ خود ان سے ایوب بن موسیٰ، علا بن الحارث، زید بن واقد، ثور بن یزید، حجاج بن ارطاۃ، فقیہِ شام امام اوزاعی، سعید بن عبدالعزیز اور بہت سے ائمۂ حدیث نے اخذِ علم کیا۔

سعید بن عبدالعزیز کہتے ہیں کہ میں نے مکحول سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں نے طلبِ علم کے لیے متعدد بلاد و امصار اور بہت سے علاقوں کا سفر کیا۔ مصر گیا تو وہاں کے پورے علم پر حاوی ہوگیا۔ عازمِ شام ہوا تو وہاں کے تمام علما و محدثین کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان کی شاگردی اختیار کرکے سب علوم کو سمیٹ لیا۔ پھر عراق کے لیے رختِ سفر باندھا اور وہاں کے ائمۂ حدیث سے کسبِ فیض کیا۔ اس کے بعد مدینہ منورہ پہنچا اور وہاں کے علم سے بہرہ اندوز ہوا۔ سعید بن عبدالعزیز کا کہنا ہے کہ میں نے علم کی جو چیز جہاں دیکھی، سینے میں ڈال لی اور میری قوتِ حافظہ نے اسے محفوظ کرلیا۔ مکحول کے کثرتِ علم اور مختلف مقامات کے اساتذہ و ائمہ سے حصولِ علم کی وجہ سے سعید بن عبدالعزیز انھیں امام زہری سے زیادہ فقیہ قرار دیتے ہیں۔

مکحول بہت سخی اور کھلے دل کے تھے۔ سعید بن عبدالعزیز کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ انھوں نے ایک شخص کو دس ہزار دینار عطا کیے۔

ابومسہر اور بعض دیگر حضرات کا بیان ہے کہ سندھ کے اس جلیل القدر محدث و فقیہ نے ۱۱۳ ہجری میں وفات پائی۔ ابونعیم اور دحیم کے بقول ان کا انتقال ۱۱۲ ہجری میں ہوا[۱۱۶]

---

[۱۱۶] العقد الثمین ص ۲۱۶، ۲۱۷۔

۱۳۔ عبدالرحمٰن بن عباس

عبدالرحمٰن بن عباس بن ربیعہ بن حارث بن عبدالمطلب بن ہاشم قرشی ہاشمی ۔ یہ تابعی تھے ۔ والدہ کا اسم گرامی ام فراس تھا جو حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کی بیٹی تھیں ۔

عبدالرحمٰن بن عباس ۸۲ یا ۸۳ ہجری میں عبدالرحمٰن بن محمد بن اشعث کندی کے بعد سندھ آئے ۔ ان سے پہلے سندھ کا جو علاقہ فتح ہوچکا تھا، اس کو منظم کرنے اور مزید علاقہ فتح کرنے کی طرف توجہ مبذول فرمائی ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے انھوں نے سماعِ حدیث کی ۔ ان کے دادا حضرت ربیعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی تھے ۔ ان کے والد عباس بڑی قدر و منزلت کے مالک تھے ۔ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے ان کو بصرہ میں ایک مکان عطا کیا تھا، ایک لاکھ دینار بھی عنایت فرمائے تھے ۔ جنگِ صفین کے موقعے پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے اور ان کی حمایت کے لیے شاملِ جنگ ہوئے تھے اور اسی جنگ میں انھوں نے انتقال کیا ۔

عبدالرحمٰن بن عباس نے سندھ ہی میں وفات پائی [۱۷]

۱۴۔ عبدالرحمٰن سندھی

عبدالرحمٰن سندھی تابعین میں سے تھے اور حضرت انس رضی اللہ عنہ کے شاگرد تھے ۔ امام بخاری نے اپنی مشہور کتاب التاریخ الکبیر میں ان کا ذکر کیا ہے اور ان کی سند سے ایک حدیث بھی درج کی ہے ۔ جس کے الفاظ یہ ہیں :

عبد الرحمٰن السندی سمع انسا، کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یأکل ولا یتوضأ من اللحم ۔

عبدالرحمٰن سندھی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گوشت کھانے کے بعد وضو نہیں کرتے تھے ۔ [۱۸]

---

[۱۷] تاریخ طبری ج ۶ ص ۳۷۳ ــــ الکامل ابن اثیر ج ۴ ص ۱۸۷ ــــ تہذیب التہذیب ج ۶، ص ۲۰۵ ــــ جمہرۃ انساب العرب ص ۷۱ ــــ العقد الثمین ص ۲۲۹، ۲۳۰ ۔

[۱۸] التاریخ الکبیر ج ۲ ص ۲۹۵ ۔

اس سے زیادہ ان کے بارے میں کچھ معلوم نہیں ہو سکا۔

۱۵۔ قطن بن مدرک کلابی

قطن بن مدرک کلابی، قبیلۂ بنو کلاب سے تعلق رکھتے تھے۔ تابعی تھے اور اموی خلیفہ ولید بن عبدالملک کے عمال و امرا میں سے تھے۔ اسد الغابہ کی روایت کے مطابق ۹۳ ہجری میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فوت ہوئے تو ان کی نمازِ جنازہ قطن بن مدرک کلابی نے پڑھائی۔ جہادِ سندھ میں یہ محمد بن قاسم کے ساتھ تھے۔ اسی زمانے میں جب کہ یہ پاک باز لوگ سندھ کے محاذ پر مصروفِ جہاد تھے، حجاج بن یوسف نے محمد بن قاسم کے نام ایک مکتوب بھیجا، جس میں قطن بن مدرک کلابی کی بہت تعریف کی تھی اور لکھا تھا کہ قطن پر مکمل اعتماد کیا جائے۔ یہ صادق القول، وفادار اور لائقِ احترام شخص ہیں۔ خیانت و بددیانتی سے ان کا دامن ہمیشہ پاک رہا ہے۔

قطن کافی عرصہ سندھ میں رہے اور وہاں شعائرِ اسلام پھیلانے کے سلسلے میں انھوں نے بڑی جد و جہد کی۔

حجاج نے سلیمان بن عبدالملک اور ولید بن عبدالملک کے دورِ حکومت میں قطن کو بحرین اور کوفے کا والی مقرر کر دیا تھا۔[۱۱۹]

۱۶۔ قیس بن ثعلبہ

قیس بن ثعلبہ تابعین کے اس عالی مرتبت گروہ سے تعلق رکھتے تھے جنھوں نے درسِ حدیث اور تبلیغ سنت کے ساتھ ساتھ جنگ و جہاد میں بھی باقاعدہ حصہ لیا۔ یہ محمد بن قاسم کی فوج کے ساتھ ایک سپاہی کی حیثیت سے واردِ سندھ ہوئے اور دیبل کے محاذ پر جنگ میں حصہ لیا۔

قیس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ممتاز صحابی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے حدیث رسول کا درس لیا اور ان کے حلقۂ تلمذ میں شریک ہوئے۔ مندرجہ ذیل حدیث انھوں نے عبداللہ بن مسعود سے روایت کی۔

روی عن ابن مسعود قال کنا نسلم علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم

---

۱۱۹ اسد الغابہ ج ۱ ص ۱۲۹ — العقد الثمین ص ۱۶۳، ۱۶۴۔

فی الصلوٰۃ۔[۲۰]

۱۷۔ کہمس بن حسن قیسی بصری

کہمس کی کنیت ابوالحسن تھی۔ والد کا اسمِ گرامی حسن تھا۔ قبیلہ بنو تمیم سے تعلق رکھتے تھے۔ بصرہ کے رہنے والے تھے اور تابعی تھے۔ کتبِ رجال میں ان کا نام اس طرح لکھا گیا ہے: ابوالحسن کہمس بن حسن قیسی تمیمی (یا نمیری) بصری۔

کہمس نے محمد بن قاسم کی کمان میں سندھ پر حملہ کیا۔ عبادت و زہد میں منفرد تھے۔ ابنِ سعد نے ان کو طبقۂ رابعہ کے بصری محدثین و تابعین میں شمار کیا ہے۔ امام احمد بن حنبل، ابن حبان، ابنِ سعد، یحییٰ بن معین اور دیگر بہت سے حضرات نے ان کو ثقہ راوی حدیث قرار دیا ہے۔ امام بخاری نے اپنی تصنیف التاریخ الکبیر میں ان کا ذکر کیا ہے۔

انھوں نے عبداللہ بن بریدہ، عبداللہ بن شقیق، عقیلی، محمد بن عمرو، مصعب بن ثابت وغیرہ حضرات سے روایت کی اور احادیث سنیں۔ خود کہمس سے معاذ بن معاذ، خالد بن حارث، نضر بن شمیل، مقری اور وکیع بن جراح نے سماعتِ احادیث کی۔

نہایت عبادت گزار، حلیم الطبع اور منکسر المزاج تھے۔ قرآن مجید کی تلاوت کثرت سے کرتے تھے اور خشیتِ الٰہی سے آنکھوں میں آنسو تیرتے رہتے تھے۔ درسِ حدیث کا سلسلہ قائم تھا۔ نہایت توجہ اور دل جمعی سے طلبا کو حدیث پڑھاتے تھے۔ ان کی والدہ بیمار تھیں، ان کی خدمت میں مصروف رہتے۔ جب وہ وفات پاگئیں تو بصرہ سے مکہ معظمہ چلے گئے۔ وہاں سے واپس آئے تو پتا چلا کہ محمد بن قاسم کی قیادت میں جہاد کی غرض سے ایک لشکر سندھ جا رہا ہے، اس میں شامل ہو گئے۔ اس جنگ کی تمام کیفیت، مختلف حملے، محمد بن قاسم کی حربی مہارت، راجہ داہر سے مقابلہ اور مخالفینِ اسلام کی شکست وغیرہ کے تمام واقعات کے یہ چشم دید گواہ ہیں اور یہ واقعات انھوں نے بیان کیے ہیں۔

یہ کہتے ہیں کہ ۹۳ ہجری میں جب ہم سندھ کے شہر دیبل پہنچے تو میں محمد بن قاسم کے ساتھ

---

[۲۰] لسان المیزان ج ۴ ص ۴۷۷ ـــ العقد الثمین ص ۱۶۳۔

تھا۔ داہر بہت بڑی فوج کے ساتھ میدان میں اترا، اس کی فوج میں ستائیس جنگی ہاتھی تھے۔ اس کا ہر سپاہی مہلک اسلحہ سے مسلح تھا لیکن اسلامی فوج کے مقابلے میں ان کو زبردست شکست ہوئی اور میدان مسلمانوں کے ہاتھ رہا۔

کہمس عبادت، نرمی اور انکساری کے باوجود بہت بہادر اور جری بھی تھے۔ کافی عرصہ سندھ میں رہے اور لوگوں کی علمی اور اخلاقی تربیت کو اپنا مطمحِ نظر ٹھہرائے رکھا۔[۱۲۱]

۱۸۔ یزید بن ابوکبشہ سکسکی دمشقی

ان کا سلسلۂ نسب یہ ہے: یزید بن ابوکبشہ بن یسار بن حیؓ بن قرط بن شبیل بن مقلد بن معدیکرب بن عریف بن سکسک۔ یزید کے والد کا نام جبریل تھا اور ابوکبشہ ان کی کنیت تھی۔ حجاج بن یوسف ۹۵ ہجری میں فوت ہوا۔ اس کی وفات کے بعد ولید بن عبدالملک نے یزید بن ابوکبشہ کو بصرے کا والی مقرر کر دیا تھا۔ یہ دمشق کے رہنے والے تھے اور تابعین کی عالی قدر جماعت سے تعلق رکھتے تھے۔ ابنِ حبان نے ان کو حدیث میں ثقہ قرار دیا ہے۔ صحابہ میں سے یزید بن ابوکبشہ نے حضرت شرجیل بن اوس اور ابوالدردا سے روایتِ حدیث کی۔ اپنے باپ ابوکبشہ اور مروان سے بھی سماع روایت کی۔ یزید بن ابوکبشہ سے بھی بہت سے حضرات نے علم حدیث حاصل کیا اور ان سے مستفید ہوئے، جن میں ابوبشر، حکم بن عتبہ، علی بن اقمر، معاویہ بن قرہ مزنی، ابراہیم بن عبدالرحمن سکسکی اور دیگر حضرات شامل ہیں۔

امام بخاری نے ان کے بارے میں لکھا ہے کہ **کان عریف السکاسک** یعنی یہ سکسکیوں کے امیر اور سرکردہ آدمی تھے۔ یہ بھی منقول ہے کہ یہ عراق کے والی رہے اور حجاج کے زمانے میں امیرِ جنگ کے منصبِ بلند پر متعین تھے۔ مروی ہے کہ حجاج کی موت کا وقت آیا تو اس نے اپنے بیٹے عبدالملک بن حجاج کو امام صلوٰۃ، یزید بن ابومسلم کو خراج

---

۱۲۱ طبقات ابن سعد ج ۷ ص ۲۷۰ — کتاب الکنیٰ والاسماء ج ۱ ص ۱۴۸ — تہذیب التہذیب ج ص ۴۵۰، ۴۵۱ — صفۃ الصفوۃ ج ۳ ص ۴۳۴، ۴۳۵۔

وصول کرنے پر اور یزید بن ابوکبشہ کو امیر حرب مقرر کر دیا تھا۔ ایک روایت کے مطابق اموی خلیفہ ولید بن عبدالملک کی وفات تک یہ اسی عہدے پر فائز رہے۔ ایک اور روایت میں بتایا گیا ہے کہ حجاج کی موت کے بعد ولید بن عبدالملک نے ان کو امامِ نماز مقرر کر دیا تھا، لیکن ولید کی وفات کے بعد سلیمان بن عبدالملک نے عنانِ خلافت سنبھالی تو اس نے یزید بن ابوکبشہ کو امامتِ نماز کے عہدے سے الگ کر دیا تھا۔

امام محمد بن حسن شیبانی نے کتاب الآثار میں ایک روایت بیان کی ہے جو یزید بن ابوکبشہ نے حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ ان کی سند سے چند احادیث مروی ہیں جن میں ایک حدیث مستدرک حاکم میں بطریقِ ابی بشر روایت کی گئی ہے۔ اس کے الفاظ یہ ہیں:

سمعت یزید بن ابی کبشۃ یخطب بالشام یقول سمعت رجلاً من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یحدث عبد الملک بن مروان، ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا شرب الخمر فاجلدوہ۔

یعنی ابوبشر کہتے ہیں، میں نے شام میں یزید بن ابوکبشہ سے خطبہ دیتے ہوئے یہ الفاظ سنے، وہ کہہ رہے تھے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی سے سنا ہے، وہ عبدالملک بن مروان کو بتا رہے تھے کہ کوئی شخص شراب نوشی کرے تو اس کو کوڑے لگاؤ۔

یہاں آنحضرت کے صحابی کا نام نہیں لیا گیا، حاکم کا بیان ہے کہ میں نے ابوعلی نیساپوری سے سنا کہ یہ صحابی حضرت شرجیل بن اوس رضی اللہ عنہ تھے۔

آخر میں یزید بن ابوکبشہ کو علاقہ سندھ کا والی بنا دیا گیا تھا۔ یہ سندھ تشریف لائے اور فرائض امارت ادا کرنا شروع کیے۔ لیکن یہاں آنے کے اٹھارہ دن بعد ۹۶ ہجری میں وفات پا گئے۔[۱۲۲]

۱۹۔ موسیٰ سیلانی

موسیٰ سیلانی تابعی تھے اور سندھ سے تعلق رکھتے تھے۔ انھوں نے آنحضرتؐ کے خادمِ خاص

۱۲۲؎ جمہرۃ انساب العرب ص ۴۳۲ ــــ تہذیب التہذیب ج ۱۱ ص ۲۵۵۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ مقدمہ ابن الصلاح کے بیان معرفۃ الصحابہ میں بتایا گیا ہے کہ ہم نے شعبہ سے روایت کی اور شعبہ نے موسیٰ سیلانی سے کی اور ان کی تعریف فرمائی۔ اس روایت کے الفاظ یہ ہیں:

لقیت انس بن مالک فقلت هل بقی من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احد غیرک؟ فقال بقی ناس من الاعراب قد رأوه، اما من صحبہ فلا۔

(موسیٰ سیلانی کہتے ہیں) میں حضرت انس بن مالک سے ملا اور ان سے پوچھا، کیا آپ کے سوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے کوئی اور بھی باقی ہے؟ فرمایا چند ایسے اعراب باقی ہیں جنھوں نے آنحضرت کو دیکھا تو ہے مگر انھیں آپ سے شرفِ صحبت حاصل نہیں۔

مقدمہ ابن الصلاح میں موسیٰ سیلانی کو ثقہ قرار دیا گیا ہے اور بتایا گیا ہے:

اسنادہٗ جیّد، حدث بہ مسلم بحضرۃ ابی زرعۃ، وذکرہ ابن ابی حاتم الرازی وابن الاثیر الجزری، ووثقہ یحییٰ بن معین[۲۳]

۲۰۔ موسیٰ بن یعقوب ثقفی

موسیٰ بن یعقوب بن محمد بن شیبان بن عثمان ثقفی محدث اور تابعی تھے۔ اصلاً عرب تھے اور محمد بن قاسم کے زمانے میں سندھ میں سکونت پذیر ہوگئے تھے۔ عرب کے اسی قبیلے سے تعلق رکھتے تھے جس سے محمد بن قاسم کا تعلق تھا یعنی قبیلہ بنو ثقیف میں سے تھے۔ قرآن و حدیث اور معاملہ فہمی میں مہارت کی بنا پر محمد بن قاسم نے ۹۳ ہجری میں سندھ کے دارالحکومت شہر اروڑ کو فتح کرنے کے فوراً بعد انھیں اس شہر کی مسندِ قضا و خطابت پر متمکن کر دیا تھا۔ بعد میں یہ پورے سندھ کے قاضی القضاۃ بھی رہے۔ محمد بن قاسم نے موسیٰ بن یعقوب کو اروڑ کے قاضی و خطیب اور احنف بن قیس کے نواسے رواح بن اسد کو وہاں کے والی مقرر کیا اور رعیت سے حسنِ سلوک، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی تاکید کی۔ اس سلسلے میں چچ نامہ کے

---

[۲۳] مقدمہ ابن الصلاح ص ۱۴۶ — العقد الثمین ص ۲۱۷۔

الفاظ یہ ہیں :

چوں محمد بن قاسم اہل دارالملک ارور را تحتِ اقتدار و مطاوعتِ خود آوردہ وہمگناں مطیع و مامور گشتند رواح بن اسد از نواسگانِ احنف بن قیس را بہ ایالتِ ارور نصب کرد، وا امورِ شرعی و مسم دارِ قضا وخطابہ بصدر الامام الاجل العالم، برہان الملۃ والدین، سیف السنۃ و نجم الشریعۃ موسیٰ بن یعقوب بن طائی بن محمد بن شیبان بن عثمان الثقفی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین بازگزاشت و فرمود با رعایا را استمالت واجب بیند و فرمان یأمرون بالمعروف وینہون عن المنکر مہمل نماند و ہر دو را برعایتِ خلق و رعیت وصیت کرد و مثال مطلق داد[۲۴]

یعنی جب محمد بن قاسم نے دارالسلطنت اروڑ کو اپنے تحتِ اقتدار اور زیرِ نگین کر لیا اور سب لوگ اس کے اطاعت گزار و فرماں بردار ہوگئے تو اس نے رواح بن اسد کو جو احنف بن قیس کے نواسوں میں سے تھا، اس کا والی اور گورنر مقرر کیا اور امورِ شرعیہ، معاملاتِ دارالقضا اور منصبِ خطابت صدر الامام الاجل العالم، برہان الملۃ والدین، سیف السنۃ و نجم الشریعہ موسیٰ بن یعقوب بن طائی بن محمد بن شیبان بن عثمان ثقفی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کے سپرد کیا اور حکم دیا کہ رعایا کی دلجوئی کو اپنے آپ پر لازم قرار دیں اور ساتھ ہی کہا کہ فرمانِ خداوندی کے مطابق امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے بارے میں کسی قسم کی کوتاہی نہ کریں۔ پھر ان دونوں بزرگوں —— رواح بن اسد اور موسیٰ بن یعقوب —— کو خلقِ خدا اور رعایا سے نرمی برتنے کی تاکید کر کے سندِ خود مختاری عطا کی۔

موسیٰ بن یعقوب ثقفی کا تمام خاندان قرآن وحدیث پر عبور اور فراوانیٔ علم کے اعتبار سے دیارِ سندھ کا مشہور ترین خاندان تھا۔ ان کے اخلاف کو ہر دور میں عزت و احترام کا مستحق گردانا گیا۔ یہ خاندان سلطان شمس الدین ایلتتمش (متوفی ۶۳۳ھ) کے عہد تک سندھ اور ہندوستان کے بعض علاقوں میں موجود تھا۔

قاضی اسماعیل بن علی بن محمد ثقفی سندھی ایک بہت بڑے عالم اور نامور فاضل تھے جو اسی

---

[۲۴] چچ نامہ ص ۲۲۵۔

خاندان کے فردِ فرید تھے اور ۶۱۳ھ میں شہر اروڑ کے عہدۂ قضا پر متمکن تھے۔ اسی خاندان کے ایک بزرگ نے عربی زبان میں تاریخِ سندھ تحریر کی تھی جو ان غزوات وفتوحات پر مشتمل تھی جو اس نواح میں مسلمانوں نے کیں۔ اس کے منتشر اوراق قاضی اسماعیل بن علی ثقفی سندھی کے پاس بلدۂ اروڑ میں محفوظ تھے۔ یہ اوراق ان کے پاس علی بن حامد بن ابوبکر کوفی (متوفی ۶۱۳ھ) نے دیکھے اور ان سے لے کر انھیں فارسی میں منتقل کر دیا اور پھر یہ کتاب چچ نامہ کے نام سے موسوم ہوئی۔[۲۵]

سندھ کا علاقہ پہلی صدی ہجری ہی میں اسلامی تہذیب وثقافت کا گہوارہ اور علوم کتاب و سنت کا مرکز قرار پا گیا تھا۔ اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض صحابہ بھی تشریف لائے، تابعین نے بھی ادھر کا رُخ کیا اور تبع تابعین نے بھی اس علاقے کو اپنا ہدفِ توجہ ٹھہرایا۔ مذکورہ صفحات میں اختصار کے ساتھ بیس تابعینِ سندھ کا ذکر کیا گیا ہے۔

۲۵۔ چچ نامہ ص ۹، ۱۰۔